(ج) غیر مسلموں کے حقوق اور ان سے حسن سلوک

غیر مسلموں کے حقوق اور ان سے حسن سلوک سیرت طیبہؐ کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر مخدوم محمد روشن صدیقی سہروردی

اسلام ایک مکمل دین اور نظریہ حیات ہے۔ جس کی تعلیمات پوری انسانیت کے لئے ہے جس میں انسانوں کو ہر طرح سے نہ صرف مکمل حق دیئے گئے ہیں بلکہ ان کا مکمل تحفظ بھی کیا گیا ہے۔ ایک انسان کے وہ تمام بنیادی حقوق جس کے تحفظ کیلئے آج کی ترقی پزیر دنیا زبانی دعویٰ کر رہی ہے۔ اسلام نے ان کا آج سے چودہ سو سال قبل ایک ایسے معاشرے میں اعلان کیا جب دنیا اس کے تحفظ سے بھی بے خبر تھی۔ پیغمبر اسلام ﷺ نے ان کی ادائیگی اور تحفظ کے لئے اتنا زور دیا اور تبلیغ کی کہ وہ حقوق اللہ یعنی روزے نماز کی طرح انسانی زندگی کیلئے لازمی عمل بن گئے اور اسلامی ریاست کا کوئی بھی فرد ان کی ادائیگی سے ٹال مٹول کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا جس سے سماج میں امن و امان، جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ کا معیار قائم ہو گیا۔ جس کی نظیر قیامت تک آنے والی انسانی زندگی پیش نہیں کر سکتی۔

اسلام مسلم اور غیر مسلم سے بغیر کسی فرق کے ہر ایک سے ہر حال میں انصاف کا حکم دیتا ہے جیسے قرآن مجید میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ

”یا یھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجر منکم شنان قوم علی الا تعدلو اعدلو ھو اقرب لتقویٰ واتقول اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون“

اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج قاسم آباد حیدر آباد

ترجمہ:"اے ایمان والو اللہ کے لئے کھڑے ہونے والے ہو جاؤ انصاف کی گواہی دینے کو۔اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس پر نہ ابھارے کہ انصاف نہ کرو تم انصاف کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو بیشک جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے"(۱)

دوسری جگہ پر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتے ہیں کہ

" ان اللہ یامر بالعدل والاحسان"(سورۃ النحل آیت نمبر ۹۰)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم کرتے ہیں

عدل وانصاف اور نیکی کرنے کا حکم صرف مسلمانوں سے خاص نہیں ہے بلکہ ہر انسان کے ساتھ ہے پھر وہ کسی مذہب سے تعلق کیوں نہ رکھتا ہو۔اسلامی معاشرے میں کسی بھی جاندار چیز کو ناحق قتل کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔جب کہ انسان کی جان وتحفظ تو سب سے زیادہ افضل ہے۔ جیسے قرآن کریم میں واضح طورر فرمایا گیا کہ" **ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق** " یعنی کسی بھی ایسے شخص کو ناحق قتل نہ کرو جس کے قتل کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔اسی لئے مسلم معاشرے میں غیر مسلم رعیت کو جان کا مکمل تحفظ حاصل ہے۔حکومت کو ہر صورت میں ان کی جان کی حفاظت کرنا ہوتی ہے پھر اگر کوئی غیر مسلم ناحق قتل ہو جائے تو حکومت پر فرض ہے کہ قاتل کو گرفتار کر کے سزا دے۔اسی طرح اسلام میں عقیدہ کے اعتبار سے بھی زور زبردستی نہیں ہے۔ لا اکراہ فی الدین کی روشنی میں اسلامی معاشرے میں کسی بھی غیر مسلم کو زبردستی اپنے عقیدے تبدیل کرنے کے لئے مجبور کرنے کی ممانعت ہے۔باقی ان کو بہترین اخلاقی طریقے سے اسلام کی دعوت دینے کی اجازت ہے لیکن ساتھ ساتھ ان کے مذہبی جذبات کے احترام کرنے کا حکم ہے اسی طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر غیر مسلموں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک ی تاکید کی ہے۔خاص طور پر سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ میں باوجود عہد شکنی اور معاھدوں کے توڑنے کے مسلمانوں کو ان کے ساتھ حسن سلوک کا درس دیا گیا ہے اور سب سے اہم امر جو قابل ذکر ہے کہ اسلامی جہاد جو کہ ایک اہم اسلامی فریضہ ہے جس کا ادا کرنا غیر مسلموں کے لئے خیر خواہی ہے نہ کہ ان کے ساتھ انتقامی کاروائی اور دیگر خواہشات کا حصول" یہی وجہ ہے کہ جہاد کے اہم فریضہ کے موقع پر بھی ایسے اصول وضع کئے گئے ہیں جن سے غیر مسلموں کے جان ومال کی حفاظت اور ان سے حسن وسلوک کی اعلیٰ مثال دنیائے انسانیت پیش نہیں کر سکتی۔

اسلام میں جہاد کا مقصد صرف امن قائم کرنا ہے۔اور حق والے دین کو باطل پر غالب کرنا ہے تا کہ اللہ کی زمین پر اللہ کا قانون نافذ ہونہ کہ کسی دشمن کو زیر کرنا مقصود ہو۔یہی وجہ ہے کہ اسلام کبھی بھی لڑائی کرنے میں مسلمانوں کو پہل کرنے کی اجازت نہیں دیتا'' سورۃ الانفال میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وقاتلوھم حتی لا تکون فتنہ یعنی اگر اسلام قوتیں اپنی دشمنی سے باز نہیں آتیں اور فتنہ وفساد کرنے کیلئے ضد پر قائم ہیں تو پھر مندجہ ذیل حالتوں پر جہاد کیا جائے گا اگر دشمن مسلمانوں پر حملہ کرے اوران پر جنگ کرنے کیلئے مستعد ہوتو مسلمانوں پر فرض ہے کہ ان سے لڑے

۲۔مسلمانوں کے دشمن مسلمانوں کو ان کے اپنے ملک سے باہر نکال دیں اور ان سے ان کی سر زمین اور حکومت چھین لیں تو پھر ایسے مظلوم مسلمانوں کو اجازت ہے کہ وہ ان ظالموں کے خلاف جنگ کریں اور اپنا ملک وطن واپس حاصل کریں

۳۔دشمن معاہدے سے پھر جائیں اور عہد شکنی کریں تو پھر ان کے خلاف جنگ کرنے کی اجازت ہے

۴۔کافر اور مشرک اپنے ملک میں آباد مسلمانوں کو دبا کر رکھیں اور ان پر ظلم کریں تو ان کی مدد کیلئے ان پر جنگ کرنیکا حکم ہے

۵۔اسلامی ریاست میں فتنہ اور فساد کرنے والوں کے خلاف جنگ کی جائیے تا کہ لوگوں کی جان ومال کی حفاظت ہوا۔الغرض اعدا اسلام کے خلاف جہاد اور قتال کے نتیجے میں دوصورتیں پیدا ہوئیں ایک یہ کہ وہ مسلمانوں پر ظلم وجور سے باز آجائیں خواہ اس طرح کہ اسلامی برادری میں داخل ہوکر بھائی بھائی بن جائیں سوائے اس کے کسی بھی صورت میں جہادے قتال نہیں کیا جائے گا لہٰذا ایک حدیث جو ابوداؤد نے بہت سے صحابہ کرام سے نقل کی ہے کہ'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی معاہد پر یعنی اس شخص پر جس نے اسلامی حکومت کی اطاعت اور وفاداری کا معاہد کرلیا ہو کوئی ظلم کرے یا اس کو نقصان پہنچائے یا اس سے کوئی ایسا کام لے جو اس کی طاقت سے زائد یا اس کی کوئی چیز بغیر اس کے دلی رضامندی کے حاصل کرلے تو میں قیامت کے دن اس مسلمان کے خلاف معاہد کی حمایت کروں گا۔''(۲)

یہی وجہ ہے کہ سورۃ الانفال کی آیت نمبر ۵۷ کے تحت رسول اللہ ﷺ کو جنگ وصلح کے قانون کی ایک اہم دفع بتائی گئی کہ اگر کسی وقت بھی معاہدے کے دوسرے فریق کی جانب سے خیانت یعنی عہد شکنی کا خطرہ پیدا ہو جائے تو یہ ضروری نہیں کہ ہم معاہدہ کی پابندی کو بدستور قائم رکھیں لیکن یہ بھی

جائز نہیں کہ معاہدہ کو صاف طور ختم کر دینے سے پہلے ان کے خلاف کوئی اقدام کریں پھر یہ پہل کرنا خیانت ہوگی اگرچہ یہ خیانت دشمن کافروں ہی کے حق میں کی جائے۔ اس کی نظیر حضرت معاویہ کا ایک واقعہ تفاسیر کی کتابوں میں آتا ہے کہ حضرت معاویہؓ کا ایک قوم کے ساتھ ایک میعاد کیلئے التو جنگ کا معاہدہ تھا۔ حضرت معاویہؓ کا ایک قوم کے ساتھ ایک میعاد تک التو جنگ کا معاہدہ تھا۔ حضرت معاویہؓ نے ارادہ فرمایا کہ اس معاہدہ کے ایام میں اپنا لشکر اور سامان جنگ اس قوم کے قریب پہنچا دے تاکہ معاہدہ کی میعاد ختم ہوتے ہی وہ دشمن پر ٹوٹ پڑیں مگر عین اس وقت ایک بزرگ صحابیؓ حضرت عمرو بن عنبسہ خبر ہوگئی کہ انہوں نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر وفاءً لا غدراً یعنی نعرہ تکبیر کے ساتھ کہا کہ ہمیں معاہدہ پورا کرنا چاہئے اس کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہئے اور پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کی حدیث سنائی کہ آپؐ نے فرمایا کہ جس قوم سے معاہدہ صلح یا ترک جنگ ہو جائے تو چاہئے کہ ان کے خلاف نہ تو کوئی گرہ کھولیں اور نہ باندھیں۔ حضرت امیر معاویہؓ نے یہ سنا تو فوراً اپنی فوج کو واپس بلالیا کہ لشکر کشی کا اقدام کرنے سے خیانت نہ ہو جائے (۳)

مندرجہ بالا قرآنی اقتباسات سے غیر مسلموں کے حقوق اور ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی رواداری اور حسن سلوک سے اسلام دشمن قوتوں کی اس غلط پراپیگنڈا کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے کہ اسلام آپؐ کے اخلاق کریمانہ اور حسن سلوک سے پھیلا یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے حسن وسلوک کی تاکید فرمائی ہے جیسے حدیث شریف میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا: مامن شیءٌ اثقل فی المیزان من حسن الخلق (۴)

یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں میزان میں حسن خلق کے عمل سے بڑھ کر کوئی چیز بھی بھاری نہیں

جامع ترمذی میں آپؐ نے ابوذر سے ارشاد فرمایا کہ "جہاں بھی ہو خدا کا خیال رکھو برائی کے پیچھے بھلائی کرو تو اس کو مٹا دو گے اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ" (۵)

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے پانچ باتیں گنوائیں جن میں ایک یہ تھی کہ احب للناس ماتحب لنفسک یعنی تم لوگوں کے لئے وہی چاہو جو اپنے لئے چاہتے ہو تو مسلمان بن جاؤ گے۔ یہاں للناس کا لفظ عام ہے جس میں تمام انسان داخل ہیں۔ اس لئے معلوم ہوا کہ جب تک سارے انسانوں کی بھلائی کا جذبہ دل میں نہ ہو انسان پورا مسلمان نہیں بنتا۔ کیونکہ دوسروں کیلئے وہی چاہنا جو اپنے لئے چاہو اخلاق کی وہ تعلیم ہے جو انسانی برادری کی ہر قسم کی حقوق

کی بنیاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کا یہ عام فیصلہ ہے کہ زکوۃ کے علاوہ دوسرے عام صدقہ خیرات غیر مسلموں کو دیئے جا سکتے ہیں۔ چناچہ آپ ؐ نے ایک یہودی خاندان کو صدقہ دیا۔ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے دو یہودی رشتہ داروں کو ۳۰ ہزار کی مالیت کا صدقہ دیا قرآن کریم اسیر (قیدی) کے کھلانے کو ثواب بتاتا ہے اور ظاہر ہے صحابہ کے قبضہ میں مشرک کافر ہی قید ہو کر آتے تھے (۶) ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ کے چچا حضرت عباس جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے بدر میں قید ہو کر آئے اور ان کو دوسرے قیدیوں کی طرح کس کر باندھ دیا گیا لیکن آپ ؐ اس رات جاگتے رہے آپ کو نیند نہیں آئی ایک صحابی کے دریافت کرنے پر آپ ؐ نے فرمایا مجھے عباس کی کراہ سنائی دیتی ہے اس شخص نے عرض کیا میں ان کی بندش ڈھیلی کردوں تو آپ ؐ نے فرمایا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ تمام قیدیوں کی بندشیں ڈھیلی کردی جائیں (۷) ثمامہ بن اثالؓ گرفتار ہو کر آئے صحابہ نے ان کو مسجد کے ستون سے باندھ دیا۔ آپ ؐ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے دل میں کیا ہے انہوں نے صاف جواب دیا کہ اگر آپ مجھ کو قتل کریں گے تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جو مستحق ہے قتل ہونے کا کیونکہ میں ایمان نہیں لایا ہوں اور دشمن کی جماعت میں سے ہوں تو آپ کو پورا حق ہے مجھے قتل کرنے کا اور آپ ؐ مجھ کو چھوڑ دیں تو آپ کی شان عالی کے لائق ہے معاف کر دینا آپ کی شان ہے تین روز تک یہی سوال کیا گیا ہر روز یہی جواب دیا گیا حضور ؐ نے انہیں چھوڑ دیا لیکن آزاد ہوتے ہی گئے غسل کیا کپڑے بدلے اور آ کر آپ ؐ کے سامنے ایمان قبول کیا۔ معلوم ہوا کہ یہ شخص تلوار کے ذریعے نہیں بلکہ آپ ؐ کے حسن وسلوک اور اخلاق عالیہ کی وجہ سے مسلمان ہوا (۸) ایک دفعہ قیصر کے بادشاہ کا ایلچی آپ ؐ کے پاس شاہ قیصر کا خط لیکر آئے آپ کا اس سے فیاضانہ سلوک یہ تھا کہ فرمایا "تمہارا ایک حق ہے تم قاصد ہو اسلئے اگر ہماری چیزوں میں سے تمہیں کوئی چیز پسند آئے تو بتاؤ ہم وہ تمہیں انعام میں دے دیں گے کیونکہ ہم قاصدوں کا احترام کرنے والی قوم ہیں" اس وقت ایک شخص نے کہا کہ اس کو انعام میں دوں گا اور ایک حلہ اس کو دیا دینے والے حضرت عثمان بن عفان تھے (۹) اسی طرح آپ ؐ نے بعضوں کو ان کے مشرک والدین کے ساتھ حسن وسلوک کی اجازت دی جیسے حضرت اسماءؓ حضرت صدیق اکبر کی صاحبزادی اور دوسری ماں سے حضرت عائشہؓ کی بڑی بہن تھیں ان کی ماں کا نام قتیلہ بنت عبدالعزیٰ ذکر کیا گیا ہے۔ جس کو حضرت ابوبکر نے زمانہ جاہلیت میں ہی طلاق دے دی تھی بہر حال اسلام لانے کے بعد وہ ان کی بیوی

نہیں تھیں اور وہ اپنے مشرکانہ طریقہ پر قائم رہیں صلح حدیبیہ میں مشرکین مکہ کو جب مدینہ آنے کی اور مدینہ کے مسلمانوں کو مکہ جانے کی آزادی ملی تو حضرت اسماءؓ کی ماں بیٹی کے پاس مدینہ آئیں، حضرت اسماءؓ نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا کہ مجھے ان کے ساتھ کیا رویہ اختیار رکھنا چاہئے کیا ان کے کافر یا مشرک ہونے کی وجہ سے میں ان سے ترک موالات کروں یا ماں کے رشتہ کے ناطے ان کی خدمت کروں اور ان کے ساتھ حسن وسلوک کا برتاؤ کروں جو ماں کا حق ہے(۱۰)

تفاسیر میں آتا ہے کہ صحابہ کرام جب مذہبی اختلاف کی بنیاد پر غریب مشرکین کی مدد سے کنارہ کرنے لگے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ: **لیس علیک هد هم ولکن الله یهدی من یشاء وما تنفقو من خیر فلا نفسکم** (۱۱) یعنی ان کو لے آنا تیرے اختیار کی بات نہیں لیکن جس کو اللہ چاہتا ہے راہ پر لے آتا ہے اور جو بھلائی خرچ کرو وہ تمہارے ہی لئے ہے تم کو تمہاری نیکی کا ثواب بہرحال ملے گا۔

مسند احمد میں ہے کہ آپؐ نے مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا: **لا یومن احد کم حتی یحب للناس ما یحب لنفسہ حتی یحب المرء لا یحبہ الا للہ عزوجل**

یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک پورا مومن نہیں ہوگا جب تک وہ اور لوگوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور جب تک وہ آدمی کو صرف خدا کیلئے پیار نہ کرے۔

اس حدیث میں محبت انسانی کی وسعت ساری انسانی برادری تک وسیع کر دی گئی ہے(۱۲)

الغرض اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تمام انسانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے جس کی شان یہی ہے کہ آپ ﷺ نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی شفیق اور رحیم تھے لہٰذا آپ کا پورا اسوۂ کریم غیر مسلموں کے ساتھ ہر حال میں انصاف، حسن وسلوک اور رواداری سے بھرا ہوا ہے جس کا احاطہ یہاں کرنا مشکل ہے۔ خاص طور پر آپ کا میثاق مدینہ کے نام سے یہودیوں کے ساتھ معاہدہ ہے جس میں یہودیوں کے مسلم معاشرے میں مکمل حق دیئے گئے اور فتح مکہ کے موقع پر انتقام کے بجائے کافروں کے لئے عام معافی کا اعلان غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک کی زبردست مثالیں ہیں۔ لہٰذا تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اسلام کی اشاعت تلوار سے نہیں بلکہ حسن وسلوک کے اعلیٰ وصف سے ہوئی ہے۔

وما توفیقی الا باللہ تمت بالخیر بعون اللہ تعالیٰ عزوجل

حواشی و حوالہ جات

۱۔ سورۃ المائدہ پارہ نمبر۶ سورۃ نمبر۸

۲۔قرآن مجید مترجم ظفر سنز اردو بازار لاہور

۳۔تفسیر معارف القرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ ،جلد۴،ص/۲۳۴ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

۴۔تفسیر معارف القرآن جلد۴،ص/۲۶۹

۵۔باب ماجہء فی معاشرہ الناس الجامع الترمذی،ص/۳۳۱ جلد نمبر۲

۶۔ سیرت النبیﷺ علامہ شبلی نعمانیؒ ، علامہ سید سلیمان ندویؒ جلد ششم،ص/۱۶۹ مطبوعہ دارالاشاعت اردو بازار کراچی

۷۔محمد رسول اللہﷺ تالیف شیخ محمد رضا مدیر مکتبہ جامع فواد قاہرہ مترجم مولوی محمد عادل قدوسی مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی لاہور،ص/۳۳۳

۸۔خطبات محمود تالیف حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ ،ص/۱۷۴۔۱۷۵، مرتب مولانا محمد فاروق ھند مطبوعہ ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان، سیرت حلبیہ ،جلد سوئم،ص/ ۴۹۔۵۰

۹۔سیرت حلبیہ اردو علامہ علی ابن برھان الدین حلبی مرتب و مترجم مولانا محمد اسلم اسمی فاضل دیوبند ص/۲۴۱ جلد سوئم مطبوعہ دارالاشاعت اردو بازار کراچی

۱۰ کتاب الماصلات والمعاشرت معارف الحدیث (اردو) تالیف مولانا محمد منظور نعمانی حصہ ششم ص/۲۸۶ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی

۱۱۔سورۃ البقرہ، پارہ۳، آیت نمبر۲۷۲

۱۲۔سیرت النبیﷺ علامہ شبلی نعمانیؒ جلد ششم،ص/۱۴۹ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔

غیر مسلم رعایا کے حقوق کی پہلی دستاویز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قریب قریب پورا جزیرۃ العرب زیر نگیں ہو چکا تھا، غیر مسلم رعایا کی حیثیت سے سب سے پہلا معاملہ نجران کے عیسائیوں کے ساتھ پیش آیا، اُن کو آپ نے جو حقوق دیئے وہ اب تک تاریخوں میں محفوظ ہیں، جن کو ہم بعینہ نقل کرتے ہیں:

ولنجران وحا شتيهاجوارالله وذمةمحمد النبى رسول الله على انفسهم وملتهم وارضهم واموالهم وغائبهم وشاهدهم وعيرهم وبعثهم وامثلتهم لايغيرماكانواعليه ولايغير حق من حقوقهم وامثلهم ولايفتن اسقف من اسقفيته ولاراهب من رهبانيته ولاواقه من وقاهيته علىٰ ما تحت ايديهم من قليل او كثيروليس عليهم رهق ولادم جاهليه ولا يحشرون ولا يعشرون ولا يطاء ارضهم جيش من سأل منهم حقًافبينهم النّصف غيرظالمين ولامظلومين بنجران ومن اكل منهم ربًا من ذى قبل فذمتى منه بريئة ولايوخذ منهم رجل بظلم اخرولهم على مافى هٰذه الصحيفة جوارالله وذمّة محمد النبى ابدًا حتى ياتى امرالله مانصحوااواصلحوافيماعليهم غير مكلفين شيئا بظلمٍ

(فتوح البلدان بلاذری ص ۲۷ مطبوعہ مصر و کتاب الخراج امام ابو یوسف)

ترجمعه: نجران اور اس کے اطراف کے باشندوں کی جانیں ان کا مذہب ان کی زمینیں اُن کا مال اُن کے حاضر و غائب، ان کے قافلے، اُن کے قاصد، ان کی عورتیں، اللہ کی امان اور اس کے رسول کی ضمانت میں ہیں، ان کی موجودہ حالت میں کوئی تغیر نہ کیا جائے گا، اور نہ ان کے حقوق میں سے کسی حق میں دست اندازی کی جائے گی، اور نہ مورتیں بگاڑی جائیں گی، کوئی اسقف اپنی اسقفیت سے کوئی راہب اپنی رہبانیت سے کنیہ کا کوئی منتظم اپنے عہدہ سے نہ ہٹایا جائے گا اور جو بھی کم یا زیادہ ان کے قبضہ میں ہے، اسی طرح رہے گا، ان سے زمانہ جاہلیت کے کسی جرم یا خون کا بدلہ نہ لیا جائیگا، نہ ان سے فوجی خدمت لی جائے گی، اور نہ ان پر عشر لگایا جائے گا، اور نہ اسلامی فوج ان کی سرزمین کو پامال کرے گی، ان میں سے جو شخص اپنے کسی حق کا مطالبہ کرے گا، تو اس کے ساتھ انصاف کیا جائے گا، نہ ان کو ظلم کرنے دیا جائے گا اور نہ ان پر ظلم ہوگا، ان سے جو شخص سود کھائے گا وہ میری ضمانت سے بری ہے، اس صحیفہ میں جو لکھا گیا ہے اس کے ایفاء کے بارے میں اللہ کی امان اور محمد النبی کی ذمہ داری ہے یہاں تک کہ اس بارہ میں خدا کا کوئی دوسرا حکم نازل نہ ہو، جب تک وہ لوگ مسلمانوں کے خیر خواہ رہیں گے، اُن کے ساتھ جو شرائط کیے گئے ہیں اُن کی پابندی کریں گے، ان کو ظلم سے کسی بات پر مجبور نہ کیا جائیگا۔